IslamHouse.com
مركز أصول
Osoul Center
www.osoulcenter.com
Rabwah

# یادگار مقامات کی زیارت کا شرعی حکم

اعداد
مرکز أصول

ترجمہ
ابو اسعد قطب محمد الاثری

نظر ثانی
ذاکر حسین وراثت اللہ

Urdu
اردو

# زيارة الأماكن الأثرية وحكمها في الإسلام

إعداد
**مركز أصول**

ترجمه
**قطب محمد الأثري**

URDU
اردو

ⓒ **المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالربوة، ١٤٤١هـ**

**فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر**

مركز أصول للمحتوى الدعوي

زيارة الأماكن الأثرية وحكمها في الإسلام: اللغة الأردية . / مركز أصول للمحتوى الدعوي،

قطب محمد الأثري. - الرياض، ١٤٤١هـ

٤٠ ص، ١٢ سم x ١٦,٥ سم

ردمك : ١-٣٩-٨٢٩٧-٦٠٣-٩٧٨

١- البدع في الاسلام أ. الأثري، قطب محمد (مترجم) ب. العنوان

**ديوي ٢٥٩،٤٤ ١٤٤١/٥٩٨٧**

**رقم الايداع: ١٤٤١/٥٩٨٧**

**ردمك : ١-٣٩-٨٢٩٧-٦٠٣-٩٧٨**

مركز أصول

Osoul Center

www.osoulcenter.com

أُعد هذا الكتاب وصمّم من قبل مركز أصول، وجميع الصور المستخدمة في التصميم يملك المركز حقوقها، وإن مركز أصول يتيح لكل مسلم طباعة الكتاب ونشره بأي وسيلة، بشرط الالتزام بالإشارة إلى المصدر، وعدم التغيير في النص، وفي حالة الطباعة يوصي المركز بالالتزام بمعاييره في جودة الطباعة.

+966 11 445 4900

+966 11 497 0126

P.O.BOX 29465 Riyadh 11457

osoul@rabwah.sa

www.osoulcenter.com

بسم الله الرحمن الرحيم

# تقدیم

الحمد للہ و بعد!

میں نے شیخ فاضل سلیمان بن صالح الجربوع کا مرتب کردہ ایک قیمتی کتابچہ "اسلام میں یادگار مقامات کی زیارت کا حکم" کا مطالعہ کیا، اس موضوع پر یہ کتابچہ نہایت مفید ہے، آثار وعلامات کو زندہ و باقی اور اس پر فخر کرنے کے پرچار سے اصل دینی عقائد کو جو خطرات لاحق ہوئے ،اور جس کے نتیجہ میں لوگوں میں جو التباس اور شکوک و شبہات جنم لئے اس سے شعور و آگہی کی خاطر اس کتابچہ کی نشرو اشاعت وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، اللہ اس کے تحریر و توضیح کرنے والے کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، وصلى الله على نبينا محمد، وعلى آله و صحبه اجمعين۔

صالح بن فوزان الفوزان
(عضو هيئة كبار العلماء)
٢١/ ٤ / ١٤٢٩ھ

# تمہید

اے اللہ میں تجھ سے مدد، توفیق اورثابت قدمی کا خواست گار ہوں، بیشک تو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ہر چیز کو قائم کرنے والا نیز ہر شئے پر کامل قدرت والا ہے۔

تمام قسم کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس نے ہم سب کے لئے دین بنایا، اسے اکمل واتم بناکر ہمارے لئے اس سے رضامندی فرمائی، اور درود وسلام ہو سارے جہان پر رحمت و حجت بنا کر بھیجے گئے محمد بن عبد اللہ الہاشمی القرشی ﷺ پر جنھوں نے ہمیں ایسے روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے جس کی راتیں دن کی طرح روشن ہیں، جس نے بھی اس راہ کو اختیار کیا وہ نجات سے ہمکنار ہوا، اور جس نے بھی اس سے کنارہ کشی کی وہ ہلاک وبرباد ہوا۔

اللہ راضی ہو ہمارے نبی کے تمام اصحاب سے جو اللہ اور اس کے رسول، اور ائمہ مسلمین اور عام لوگوں کے خیر خواہ تھے، اور ہمارے نبی کے نقش قدم کے پیروکار تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شروع سے آخر تک تمام انبیاء (علیہم السلام) دو عظیم کاموں کی برآوری کے لئے مبعوث فرمائے گئے:

۱-اللہ پر ایمان و اعتقاد رکھنا، اور اس پر بھی جو اس کے لئے معاون اور وضاحت کرنے والا ہو۔

۲-شرک کا چھوڑنا، اور ان تمام راہوں کا بھی ترک کرنا جو شرک تک پہنچانے والے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ ﴾ (النحل: ٣٦)

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو“۔

انسانی تاریخ میں سب سے عظیم انحراف کا جو حادثہ پیش آیا وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا تھا، اور اس کے ساتھ غیر کی عبادت وبندگی کرنی تھی، اسی وجہ سے رسولوں کے بھیجنے کا عظیم ترین مقصد شرک کی بیخ کنی تھی، اور لوگوں کو توحید کی طرف واپس لانا تھا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ﴾ (الأنبياء: ٢٥)

”آپ سے پہلے بھی ہم نے جتنے رسول بھیجے ان کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو تم سب میری ہی عبادت کرو“۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ، حَتَّى يُعْبَدَ اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَتِ الذِّلَّةُ والصَّغارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

”میں قیامت سے پہلے تلوار دیکر بھیجا گیا ہوں، یہاں تک کہ صرف ایک اللہ کی عبادت ہو جس کا کوئی شریک نہیں ،اور میری روزی میرے نیزے کے سائے میں مقرر کی گئ ہے، اور ذلت ورسوائی و چھوٹاپن اس کے لئے ہے جو میرے حکم کی مخالفت کرے، اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انھیں میں سے ہے“۔ (مسند احمد / ٥٠٢)، مصنف ابن ابي شيبة (٢١٢٤)، مسند عبد ابن حميد (٢٦٧١)، وضعفه الأرناؤوط ، وقال الألباني فى ارواء الغليل : حديث حسن)۔

قرآن وحدیث کی صراحت سے یہ بات واضح ہوئی کہ رسولوں

کے بھیجنے کا عظیم ترین مقصد شرک کو نیست ونابود کرنا تھا،اور لوگوں کو توحید کی طرف دوبارہ واپس لانا تھا، اور یہ سب شرک کی قباحت اور بندوں کی دنیا وآخرت کی بڑی تباہی کے نتیجے میں وجود پزیر ہوا۔

اس کتابچہ میں ان شاء اللہ نبی ﷺ کے مروی، مکانی اور جسمانی علامات و نشانات کا ذکر کریں گے ساتھ ہی اس بارے میں اسلامی رائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پہلو سے عمل بھی بیان کیا جائے گا۔اللہ سے مدد اور ثابت قدمی کا طلب گار ہوں۔

# آثار کا معنی

کلمہ آثار یہ أثر کی جمع ہے، جس کا مطلب ہے باقی ماندہ چیز، (القاموس المحیط) یعنی وہ چیزیں جو گزرے ہوئے لوگ اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑ جائیں۔

## نبی اکرم ﷺ کے آثار کی قسمیں

۱-آثار مرویہ (حدیث و سنت)

۲-آثار مکانی

۳-آثار جسمانی

## پہلی قسم: بیان کی جانے والی آثار

اس سے مقصود آپ ﷺ کی حدیث اور سنت ہے، آثار کی اس قسم کی جانب عنایت و توجہ مبذول کرنا، اس کی محافظت و پاسداری کرنا

نیز اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ (الحشر: ٧)

"اور تمہیں جو کچھ رسول دیں اسے لے لو، اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ"۔

اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ».

"میری سنت کو لازم پکڑو، اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو بھی لازم پکڑو"۔

## دوسری قسم: آثار مکانی اور اس کی دو قسمیں ہیں

### پہلی قسم:

الف: ایسی مسجدوں کی زیارت جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔

ب: ایسی مسجدیں جن میں نماز پڑھی جاتی ہے لیکن ان میں نماز پڑھنے کی ترغیب پر کوئی دلیل وارد نہیں ہے۔

## دوسری قسم:

قدیم ویادگاری جگہوں کی زیارت اور وہاں حاضری، یا ان جگہوں سے یا ان کی زیارت کا جواز رسول مکرم ﷺ سے ثابت ہے، سطور ذیل میں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

## پہلی قسم:

الف: ایسی مسجدیں جن میں نماز پڑھی جاتی ہے یا ان میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے، ان کی زیارت اس قسم کی معلومات اورمعرفت صحیح سند کے ساتھ آئی ہے، لیکن وہ مسجدیں جن میں نماز پڑھنے کی مشروعیت ہے وہ مسجد نبوی اور مسجد حرام و مسجد اقصی ہے جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، والمَسْجِدِ الْأَقْصَى».

”تین مساجد کے علاوہ بغرض سفر کجاوے نہیں کسے جا سکتے، یہ میری مسجد اور مسجد حرام و مسجد اقصی ہے“۔ (بخاری: ۱۱۹۸، مسلم: ۹۷)

ب: وہ مسجدیں یا وہ مقامات جن کے بارے میں کوئی بھی صریح دلیل نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے ان میں نماز پڑھنے کی

ترغیب دی ہے، گرچہ آپ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا، یا آپ ﷺ نے وہاں تشریف فرمائی یا وہاں نماز پڑھائی، توان جگہوں کا نا قصد وارادہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی مخصوص شکل میں کوئی بھی عبادت کی جا سکتی ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ سے کوئی بھی صحیح حدیث نہیں آئی ہے کہ آپ نے اس کی ترغیب دی ہو یا ان مساجد کے لئے مخصوص انداز میں کسی اجر وثواب کی نشاندہی کی ہو، اور نہ ہی بغرض زیارت یا اس کے علاوہ کسی بھی مقاصد کے خاطر وہاں کا سفر کیا جائے گا، اور یہ ان دروازوں کو بند کرنے کی خاطر ہے جن سے شرک تک رسائی ہوتی ہے چونکہ ان جگہوں سے دل جڑجاتے ہیں، اور ان جگہوں کے لئے قصد و ارادے کئے جاتے ہیں، اور ان میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، اور وہاں سے گزرتے وقت چند سنتیں بھی متعین کر لی جاتی ہیں، اور بلا شک و شبہ یہ سب اللہ کے دین میں بدعت اور نئی چیز ہے، عبادات میں اصل توقیف اور منع ہے سوائے اس کے جس پر کوئی دلیل آئی ہو، اور جس شخص نے ایسے عمل کے ذریعے اللہ کی عبادت کی جس کے بارے میں کوئی شرعی دلیل نہیں ہے تووہ باطل اور مردود کے حکم میں ہے، اور اللہ کے دین میں بدعت کرنے کے مترادف ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ نے بدعت کا معنی یہ بیان کیا ہے :

بدعت دین میں نیا ایجاد کردہ طریقہ ہے، شریعت کے مقابل میں ہے، اللہ کی عبادت میں مبالغہ کے ساتھ اس راستے پر چلنے کا قصد کیا جاتا ہے (الاعتصام ۱/۳۷)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آپ ﷺ بعثت سے پہلے غار حرا میں اللہ کی عبادت کرتے تھے، پھر جب اللہ نے آپ کو نبوت و رسالت سے مشرف فرمایا،اور لوگوں پر آپ پر ایمان واطاعت واتباع فرض قرار دیا، آپ نے مکہ میں تقریباتیرہ سال قیام فرمایا، اور وہ لوگ بھی پہلے مہاجرین میں سے جو اللہ کے افضل ترین لوگ تھے، تو نہ آپ اورنہ ہی آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص غار حرا کا کوئی بھی رخ کیا ،پھر آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے، اور آپ نے چار عمرہ کیا، اور آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت نے حج کیا حتی کہ آپ کے ساتھ حج کرنے سے صرف وہی پیچھے رہا جس کے لئے اللہ نے چاہا، ان تمام صورت حال میں نہ آپ اورنہ ہی آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص غار حرا آتا اورنہ ہی اس کی زیارت کرتا، اورنہ ہی مکہ کے ارد گرد کسی بھی جگہ کی۔

اور اسی طریقے سے وہ غار جس کا ذکر قرآن میں اللہ کے اس قول میں آیا:

﴿ثَانِيَ ٱثۡنَيۡنِ إِذۡ هُمَا فِي ٱلۡغَارِ﴾ (التوبة: ٤٠)

یہ وہ غار ہے جو مکہ کے جبل ثور کے دامن میں واقع ہے، امت کے لئے اس کے خاطر سفر کرنا اور اس کی زیارت کرنا اور اس میں نماز پڑھنا یا دعا کرنا جائز نہیں ہے۔اور نہ ہی نبی ﷺ مکہ میں مسجد حرام کے سوا کوئی مسجد بنائی بلکہ تمام کی تمام مسجدیں بعد میں وجود پزیر ہوئیں۔مثلا آپ ﷺ کے مولد کی مسجد وغیرہ اور امت کے لئے جائے پیدائش کی زیارت جائز نہیں ٹھہرائی گئی اور نہ ہی بیعت عقبہ کی جگہ جو منی کے پیچھے واقع ہے اس کی زیارت کی اجازت دی گئی۔اور وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی گئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہ چیز جائز اور مستحب ہوتی اور اللہ اس پر اجروثواب عطا کرتا تو لوگوں سے کہیں زیادہ علم اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو ہوتا،اور آپ اس طرح تمام لوگوں سے پہل، جلدی اور سبقت کرنے والے ہوتے، اور یہی نہیں بلکہ اپنے صحابہ کو اس سے باخبر کرتے، اور صحابہ بھی غیروں کے مقابلے میں اس کے

متعلق زیادہ جانکاری رکھتے، اوراپنے سے بعد میں آنے والے تمام لوگوں سے زیادہ اس کی رغبت رکھتے ، لیکن جب انہوں نے ان میں سے کسی بھی چیز کی طرف ادنی التفات تک بھی نہیں کیا، تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ دیگر بدعتوں میں سے ایک ایجاد شدہ بدعت ہے جسے صحابہ نہ عبادت شمار کرتے تھے، اور نہ تقرب و اطاعت، لہذا جو کوئی بھی اسے عبادت واطاعت اور تقرب تسلیم کرے تو حقیقت میں اس نے صحابہ کے راستے کے علاوہ غیر راستے کی اتباع کی، اور دین میں ایسی چیز جائز کر لی جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی ہے، اور جب اس غار حرا جیسے کے بارے میں ہمارے نبی ﷺ کے مقام کا حکم یہ ٹھہرا جہاں سے چیزوں کے پیغامات کا آغاز ہوا،اور جس جگہ آپ پر قرآن نازل کیا گیا، باوجود اس کے قبل از اسلام وہ جگہ قابل عبادت ہی رہی اور قرآن میں اس غار کا ذکر بھی موجود ہے جس میں اللہ تعالی نے اپنے رسول پر اپنی سکینت نازل فرمائی، تو اس سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کے مقامات یہ تو کہیں زیادہ اس بات سے بعید ہیں کہ ان کے قصد و ارادہ کا جواز ہو، اور اس کے لئے سفر یا وہاں نماز ودعا کرنی جائز ہو،یہ تو اس وقت ہے جب کہ صحیح اور ثابت ہو، تو بھلا اس کا کیا ہوگا جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ

وہ سراسر جھوٹ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں یا جس کے صحیح ہونے کا پتہ ہی نہیں۔ (الاقتضاء۲/۸۰۶۔۸۰۷)

اور میں کہتا ہوں آپ یقینا تعجب کریں گے جنھوں نے ان مقامات کی زیارت کو جس کی طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اسے تقرب اور ایسی سنتوں کا درجہ دیا ہے جس پر عمل کے ذریعہ بندہ اجر وثواب کا مستحق قرار پاتا ہے ۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر اس معاملے سے آگاہ رہنا ضروری ہے جو بہت سارے مسلمان پر آج بھی پوشیدہ ہے ۔

**ان مقامات کے قصد کا حکم:**

وسائل و ذرائع کا مقاصد کے حکم جیسا حکم ہے کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ اپنے ساتھ شرک سے تو منع فرمائے اور اس چیز کو چھوڑ دے جو شرک تک پہنچانے والا ہو، اس لئے ایسا اعتقاد رکھنے والا اس جگہ سے جاہل وناواقف ہے، اور اللہ ہی کے لئے بلند و بالا مثل ہے، اور اسی کے لئے حکمت بالغہ ہے، تو بھلا کیسے وہ شرک کو حرام کرے، اور اس تک پہنچانے والے راستے کو جائز رکھے۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب مقاصد تک رسائی کسی اسباب اور

ذرائع ہی سے ہو تو اس مقاصد تک پہنچانے والے اسباب و ذرائع بھی اسی کے تابع ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے، لہذا حرام کردہ چیزوں کے وسائل اور معاصی کے ذرائع اپنی کراہت و ممانعت میں بعینہ ان مقاصد تک پہنچانے میں اور اس کے ساتھ اس کے جڑنے میں اسی جیسے ہیں، ٹھیک اسی طرح سے کہ اطاعت و تقرب کے وسائل وذرائع اس کی محبت اور اس کی اجازت اپنے مقصد کے پہنچانے میں بعینہ اسی کے مطابق ہیں، پتہ چلا کہ مقاصد کے ذرائع مقاصد کے تابع ہوتے ہیں اور دونوں ہی مقصود ہوتے ہیں، لیکن اس سے مقاصد کا قصد ہی مقصود ہوتا ہے، اور یہ وسائل کا قصد مقصود ہے، تو جب رب کریم کسی چیز کو حرام قرار دیدے اور اس کے لئے کچھ ایسے ذرائع واسباب ہوں جو اس حرام تک پہنچائیں تو رب کریم ان اسباب و ذرائع کو بھی حرام قرار دیتا ہے اور اس سے منع فرماتا ہے، تاکہ اس کی حرمت متحقق اور ثابت و مضبوط ہوجائے، اور اس کی چرا گاہوں کے قریب جانے سے رک جائے، اور اگر ان اسباب و ذرائع کو جائز قرار دیدیا جائے جو اس حرام تک پہنچانے والے ہوں تو یہ حرام قرار دینے کے حکم کے متناقض ہوگا، اور دلوں کو ابھارنے کے مانند ہوگا, جب کہ اللہ رب العالمین کی حکمت اور اس کا علم ہر ناجیے سے اس کا انکار کرتا ہے، بلکہ دنیا کے بادشاہ و سلاطین

کی سیاست بھی اس کا انکار کرتی ہے کیونکہ ان میں سے کوئی ایک شخص جب اپنے لشکر یا رعایہ یا اہل خانہ کو کسی چیز سے روک دے پھر ان کے لئے وہ اسباب و ذرائع و راستے جو وہاں تک پہنچائے اسے ان کے لئے جائز ٹھہرادے تو یقینا یہ متناقض شمار کیا جائے گا۔ (اعلام الموقعین۱۰۸/۱-۱۰۹)

ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب اعلام الموقعین میں ذکر فرماتے ہیں :

ایسا فعل جو حرام تک لے جائے گر چہ وہ فی نفسہ جائز ہو اس کے ممانعت کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الأنعام: ۱۰۸)

”اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیوں کہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کریں گے“۔

اللہ تعالی نے مشرکین کے معبودوں کو گالی دینا حرام قرار دیا باوجود اس کے کہ اللہ کی حمیت ومشرکین کے معبودوں کی اہانت اور غیظ و غضب کی بنیاد پر جائز تھا، لیکن یہ مشرکین کے اللہ کو گالی دینے کا ایک ذریعہ تھا، اور اللہ رب العالمین کو گالی دینے کے ترک کی مصلحت یہ مشرکین کے معبودوں کو ہمارے گالی دینے کی مصلحت سے

کہیں زیادہ راجح ہے، اور یہ تنبیہ و آگاہی کے مانند ہے بلکہ یہ ایک جائز سے ممانعت کی صراحت ہے، تاکہ یہ ایسے فعل کے صدور کا سبب نہ بن جائے جو جائز نہیں ہے۔ (الاعلام:۱۱۰۳)

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ننانوے دلیلیں ذکر کی ہیں کہ وسائل کا حکم مقاصد ہی کے حکم جیسا ہے ان میں سے ہم بعض کا ذکر یہاں کرتے ہیں:

پچھترہویں وجہ: نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو منع فرمایا کہ وہ روتے ہوئے ہی دیار ثمود میں داخل ہوں اس اندیشے سے کہ انہیں وہی تکلیف نہ پہنچ جائے جو انہیں پہنچی تھی تو بغیر روئے داخلے کو مکروہ کے پہنچنے تک کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ (الاعلام:۱۲۱۳)۔

**خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ:**

معرور بن سوید الاسدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کے لئے روانہ ہوا جب صبح ہوئی تو آپ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ نے دیکھا کہ لوگ ایک راستے سے جا رہے ہیں تو فرمایا: یہ سب کدھر جا رہے ہیں؟ تو آپ سے عرض کیا گیا: اے امیر المؤمنین! یہاں ایک مسجد ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے

نماز ادا فرمائی ہے یہ جا رہے ہیں تاکہ اس میں نماز ادا کریں تو آپ نے فرمایا: تم لوگوں سے پہلے کے لوگ اسی جیسے عمل کی بنا پر ہلاک و برباد ہوگئے وہ اپنے انبیاء کے آثار و علامات کی اتباع کرتے پھر اسے کنائس و گرجا گھر بنا لیتے تو اس مسجد میں جسے نماز ملے وہ پڑھ لے اور جسے نہ ملے وہ گزر جائے اور اس کا قصد و ارادہ نہ کرے۔ (اس اثر کی سند صحیح ہے ابن ابی شیبہ (ج۲/ ۳۶۷-۳۷۷، الاقتضاء لابن تیمیہ ۲/ ۷۴۴)

## دوسری قسم: آثار مکانی

اس قسم کا تعلق زیارت اور قدیم مقامات پر داخلہ یا جہاں سے دوران سفر نبی ﷺ کا گزر ہوا یا عذاب دی گئی قوموں کی بستیوں کی زیارت وغیرہ سے ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جب حجر (دیار ثمود) سے گزر ہوا تو آپ نے فرمایا:

«لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ» ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ»

(بخاری: ۳۳۸۰، مسلم: ۲۹۸۰)

”ایسے لوگوں کی رہائشی جگہوں میں داخل نہ ہو جنھوں نے اپنے نفس

پر ظلم ڈھائے ہیں مگر روتے ہوئے کیونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ جو عذاب انہیں لاحق ہوا کہیں وہ تمہیں نہ لاحق ہو جائے پھر آپ ﷺ نے کجاوے پر بیٹھے ہوئے ہی اپنے چہرے کو ڈھک لیا"۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول : إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ سے مراد یہ نہیں کہ آپ آغاز داخلہ کے وقت ہی صرف رولیں بلکہ یہ ہر جز کے داخلے کے وقت رونا مراد ہے (فتح الباری:۱/۵۳۰)۔

صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

«أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَ ثَمُودَ، الحِجْرَ، فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا، وَاعْتَجَنُوا بِهِ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْ يُهَرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا، وَأَنْ يَعْلِفُوا الإِبِلَ العَجِينَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ البِئْرِ الَّتِي كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ» (بخاری: ۳۳۷۹ ' ۳۳۷۸۔ مسلم:۹۸۱)

"سر زمین ثمود مقام حجر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ اترے ۔اور وہیں کے کنویں سے پانی نکالا۔ اور اس سے آٹا گوندھے، تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جتنے بھی پانی نکالے گئے ہیں سب انڈیل دیے جائیں، اور گندھے ہوئے آٹے کو اونٹ کا چارہ بنا دیں، اور

انہیں یہ حکم دیا کہ اس کنوئیں سے پانی نکالیں جہاں سے اونٹنی پانی پیتی ہے“۔

مسند احمد کی ایک روایت میں واقعہ ان الفاظ میں ہے :

”غزوہ تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ چند لوگوں کے ساتھ ثمود کے گھروں کے پاس مقام حجر میں اترے، ثمود جن کنویں سے پانی پیتے تھے اسی سے ان لوگوں نے پانی نکالا اور اس سے آٹے گوندھے اور گوشت کی ہانڈیاں چڑھائیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے ہانڈیاں انڈیل دیں، اور گندھے ہوئے آٹے اونٹ کو کھلا دیئے، پھر وہاں سے ان کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اس کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالے جہاں اونٹنی پانی پیتی تھی اور آپ ﷺ نے انہیں ایسی قوم کے پاس جانے سے منع فرمایا جو عذاب کے شکار ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«إني أخشى أن يصيبكم ...... فلا تدخلوا عليهم». (مسند احمد ١٩١١٠' ١٩٢۔حدیث نمبر: ٥٩٨٤)

”مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ کہیں تمہیں وہی مصیبت نہ پہنچ جائے جو انہیں پہنچی تھی لہذا تم ان کے پاس مت جاؤ“۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کی رہائشی جگہوں کے قریب جانے سے منع فرمایا جنھوں نے اپنے اوپر ظلم ڈھایا۔اور ہمارے لئے یہ مسنون بتایا کہ ہم ان جگہوں سے تیزی سے گزر جائیں جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا:

«لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ» (متفق علیہ)

”اپنے نفس پر ظلم ڈھانے والوں کی بستیوں سے روتے ہوئے گزرو اور اگر رونے والے نہ ہو تو وہاں داخل مت ہو،کہیں تمہیں وہی مصیبت دامن گیر نہ ہو جو انہیں لاحق ہوئی“۔

خصوصایہاں ممانعت بطور تاکید آگئی ہے، اسی سبب سے جب انہوں نے آل ثمود کے پانی سے آٹا گوندھا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے اونٹنیوں کو کھلا دیں اور خود نہ کھائیں تو کونسی تحریم اس سے زیادہ واضح ہے؟حالانکہ وہ سب تو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ تھے، وہ تنگی اور دشواری والی لڑائی میں تھے جس میں ان کی ضروریات ان پر

غالب تھیں اور یہی وہ غزوہ تبوک ہے جس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کو کسی محفوظ کرنے والے رجسٹر نے شمار نہیں کیا ہے، مالی قلت اور دشوار گزار حالات سے دو چاری میں نکلے تھے ایسی صورت حال کے باوجود انہیں یہ حکم ملا کہ وہ اپنے آٹوں کو نہ کھائیں جو ان کے نزدیک ان کا عزیز ترین غذا تھا, چنانچہ اگر اباحت وجواز کا کوئی راستہ ہوتا تو یہ تمام لوگوں میں اباحت کے سب سے زیادہ حقدار ہوتے، یہیں سے یہ معلوم ہوا کہ ان مقامات میں داخل ہونا اور وہاں سے پانی نکالنا یہ نہی تحریمی تھی۔ (شرح العمدہ ص:۵۰۷۔۵۱۰' مجموعہ فتاوی :۱۵/ ۳۲۴'تفسیر القرطبی: ۱۰/ ۴۵)

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص اللہ کے غضب کے شکار اور عذاب شدہ لوگوں کے دیار سے گزرے تو اس کے لئے یہ قطعا مناسب نہیں ہے کہ وہ اس میں داخل ہو اور وہاں قیام کرے بلکہ وہاں سے تیز رفتاری سے گزر جائے، اور جب تک مکمل گزر نہ ہو جائے کپڑے سے اپنا چہرہ ڈھکے رکھے اور روتے ہوئے اور انہیں اپنے لئے عبرت کا سامان سمجھتے ہوئے وہاں سے داخل ہو کر گزر جائے۔ (زادالمعاد: ۳/ ۵۶۰، اور ملاحظہ ہو :۲/ ۲۵۵،الجواب الکافی: ص:۹۴)

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

یہ حدیث عذاب کی جگہوں میں داخل ہونے کی ممانعت کے لئے ایک دلیل ہے مگر کامل خشوع کی حالت اور عبرت و موعظت کے حصول کے ساتھ گزرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور وہی ہے خشیت الٰہی سے رونا اور اس کی سزا و عذاب سے خوف کھانا جو ان جگہوں میں آباد لوگوں پر نازل ہوا، شکل مذکور کے علاوہ صورت میں داخل ہونے سے اس بات کا خدشہ ہے کہ انہیں وہی عذاب دامن گیر نہ ہو جائے جو ان سے پہلے لوگوں کو لاحق ہو ا، یہ واضح دلیل ہے کہ ایسی سرزمین میں رہائش اختیار کرنا یا وہاں قیام پزیر ہونا جائز نہیں ہے، نیز اس کی علماء کی ایک جماعت نے مزید صراحت کی ہے، انہیں میں سے امام خطابی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں

(فتح الباری :۳/ ۲۳۷،اعلام الحدیث:۱/ ۳۹۴)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تخصیص کے ساتھ نماز پڑھنے کا قصد نہیں کیا بلکہ پڑاو کی جگہ ہونے کی وجہ سے نماز پڑھی، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے ہے، کہ فعل کی شکل میں رسول اللہ کی مشارکت آپ

ﷺ کے قصد کی موافقت کے بغیر اسے اتباع قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ نماز کے لئے ان جگہوں کو خاص کرنا اہل کتاب (یہود و نصاری) کے ان بدعتوں میں سے ہے جس کی وجہ سے وہ ہلاک و برباد کر دیئے گئے، اور مسلمانوں کو اس بارے میں ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمادیا، چنانچہ ایسا کرنے والا شکل و صورت میں نبی کریم ﷺ کی مشابہت اختیار کرنے والا ہے، جب کہ وہ قصد و ارادہ جو دل کا عمل ہے اس میں وہ یہود و نصاری کی مشابہت اختیار کررہا ہے۔ (مجموع الفتاوی:۱/۲۸۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابو بکر و عمر، عثمان و علی اور تمام انصار و مہاجرین میں پہلے گزرے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حجاج و معتمرین اور مسافر کی شکل میں مدینہ سے مکہ کا سفر کرتے، ان میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی پڑھی گئی نماز کی جگہوں کے لئے کوشش و جستجو کرتے، اس سے پتہ چلا کہ اگر ایسا کرنا صحابہ کے نزدیک مستحب ہوتا تو تمام لوگوں پر سبقت لے جاتے کیونکہ وہ آپ ﷺ کی سنت کے متعلق غیروں سے زیادہ واقف تھے، اور دوسروں کے مقابل کہیں زیادہ آپ ﷺ کی سنتوں کے متبع تھے۔ (الاقتضاء: ۲/۷۴۸)

محمد بن وضاح فرماتے ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر علمائے مدینہ مسجد قباء و احد جو قرآن اور صحیح سنت سے ثابت ہے اس کے علاوہ ان مسجدوں اور آثار جو مدینہ میں واقع ہیں ان پر حاضری کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (ابن وضاح:۱۰۲)

ایک وضاحت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کفر ومعاصی کی ایسی جگہیں جہاں عذاب تو نہیں نازل ہوا لیکن اگر اسے ایمان و اطاعت کی جگہ بنا دی جائے تو یہ مستحسن ہے، جیسا کہ اہل طائف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواغیت و سرکش لوگوں کی جگہوں پر مسجد بنا لیں،اور اہل یمامہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے یہاں کے گرجا گھروں کو مسجد بنا لیں ،اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (مسجد نبوی)مشرکین کی قبر کی جگہ پر تھی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں سے لاش ہٹا کر اس جگہ پر مسجد تعمیر فرمائی،تو بھلا بتائیے کہ جن جگہوں پر کفار پر عذاب نازل ہوا ان جگہوں میں ان کی مشارکت کو شریعت منع کرتی ہے ،تو بھلا ان کے اس عمل میں جو کرتے ہیں اس میں ساجھے داری کیسے ممکن ہے۔

(الاقتضاء:۱/ ۲۳۷_۲۳۸)

# تیسری قسم : جسمانی آثار

اس سے مقصود وہ چیزیں ہیں جو آپ ﷺ کے بدن کو چھوئی اور لگی ہیں ، چنانچہ اس سے تبرک حاصل کرنے کا حکم جواز کا ہے، اس کی دلیل ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں :

”کھڑی دوپہر میں آپ ﷺ ہمارے پاس آئے ، آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا، آپ نے وضو کیا، لوگ آپ وضو کے بچے ہوئے پانی کو لیکر اپنے بدن پر ملنے لگے،ایک روایت میں یوں ہے : ”آپ جب وضو فرماتے تو لوگ آپ کے وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑتے“۔ (صحیح بخاری : ۱۸۵)

مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نکلے ،اور اسی روایت میں ہے:

«ما تنخم النبي، صلى الله عليه وسلم، نخامة إلا وقعت في كف رجل منهم، فدلك بها وجهه وجلده»

”آپ ﷺ سے جب بھی کوئی رینٹ یا کھنکار نکلتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی آدمی کی ہتھیلی ہی میں گرتی جو اسے لیکر اپنے چہرے اور چمڑے پر ملنے لگتا“۔ (صحیح بخاری : ۲۵۸۱)

یہ خصوصیت صرف اور صرف آپ ﷺ کو حاصل ہے ، کیونکہ اللہ تعالی نے آپ میں خیر و برکت رکھی ہے،آپ کے علاوہ کسی کو بھی آپ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ،یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد اس طرح اپنے نیک و بزرگ لوگوں کے ساتھ نہیں کیا، جیسے ابو بکر و عمر، اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ (ملخص من کتاب: تعظیم الآثار للشیخ عبد المحسن العباد)

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق کو حق دکھاکر اس کی اتباع کی توفیق نصیب فرمادے، اور باطل کو باطل دکھاکر اس سے اجتناب کی توفیق عطا کردے۔واللہ اعلم۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد، و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

# فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| تقدیم | 7 |
| تمہید | 9 |
| آثار کا معنی | 13 |
| نبی اکرم ﷺ کے آثار کی قسمیں | 13 |
| پہلی قسم:بیان کی جانے والی آثار | 13 |
| دوسری قسم: آثار مکانی اور اس کی قسمیں | 14 |
| دوسری قسم:آثار مکانی | 24 |
| تیسری قسم : جسمانی آثار | 32 |
| فہرست مضامین | 35 |

IslamHouse.com

IslamHouseOr IslamHouseOR/ islamhouse.com/or/

IslamHouseOr/

For more details visit
www.GuideToIslam.com

GUIDE TO
ISLAM

contact us :Books@guidetoislam.com

GuideToIslam.org Guidetoislam1 Guidetoislam www.Guidetoislam.com

المكتب التعاوني للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة

هاتف: ٩٦٦١١٤٤٥٤٩٠٠+ فاكس: ٩٦٦١١٤٩٧٠١٢٦+ ص ب: ٢٩٤٦٥ الرياض: ١١٤٥٧

ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH

P.O.BOX 29465 RIYADH 11457 TEL: +966 11 4454900 FAX: +966 11 4970126

# یادگار مقامات کی زیارت کا شرعی حکم

یہ فضیلۃ الشیخ سلیمان بن صالح الجربوع کا تیار کردہ ایک انتہائی مفید ومختصر رسالہ ہے، جس کا نام ہے "یادگار مقامات کی زیارت شریعت کے آئینہ میں" اس کتاب میں یادگاری مقامات کی زیارت کے احکام کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے، بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑی آپ کی مرویات، مقامات، اور جسمانی اشیاء کے متعلق دلائل کی روشنی میں انتہائی قیمتی گفتگو کی گئی ہے، ساتھ ہی ان تین اسلامی مقامات (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی) کی زیارت جس کی شریعت نے اجازت دی ہے اسے بیان کیا گیا ہے، اور ایسے ہی غار حرا اور جبل ثور کا ذکر کیا گیا ہے جس کی زیارت شریعت میں مشروع نہیں، کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زیارت کی ترغیب نہیں فرمائی ہے، گرچہ آپ کا وہاں سے گذر ہوا ہے یا آپ وہاں قیام کئے تھے، کیونکہ یہ ایسی بدعت ہے جو شرک تک لے جانے والی ہے۔

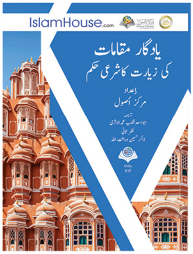


IslamHouse.com
مرکز أصول
Osoul Center
www.osoulcenter.com